NPA DOC NO 0028
Dated : 06/10/2019

عرب خلیجی متحدہ افواج کیوں شکست فاش سے دوچار ہو رہے ہیں

ناظم الدین فاروقی
اسکالر کالمنویس، اوپنین لیڈر، اور سماجی جہد کار

سعودی عربیہ میں گذشتہ دنوں آرامکو تیل کے ذخائر پر یمنی حوثی باغیوں کے ڈرون حملے نے شعلہ پوش کر دیا۔ جملہ 30٪ سے زیادہ تیل کے ذخائر جل گئے۔ حوثیوں نے اسی مہینے کئی سو سعودی فوجیوں کو حراست میں لے لیا۔ جس کے نتیجہ میں سعودی عربیہ کو مجبوراً حوثی قیدیوں کو رہا کرکے اپنے محروس قیدیوں کو چھڑانا پڑا، 5 سال سے جاری جنگ کا یہ ایک افسوسناک موڑ ہے۔ ایس لگتا ہے کہ خلیجی متحدہ افواج حوثیوں کے خلاف بری طرح شکست خوردہ ہو چکی ہیں۔

خلیجی متحدہ افواج 'یمن' میں جنگ گذشتہ 7 سال سے 'حوثیوں' اور باغی قبائل کے خلاف مسلسل جدید ترین ہتھیاروں کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں۔ ہوائی و برّی فوج نے یمن میں اپنی کامیابی کیلیء ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن اب بھی کامیابی کے دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ غذاء اور دوا کی شدید کمی کی وجہ سے لاکھوں لوگ بھوکوں مر رہے ہیں ، پورا ملک تباہی کا شکار ہو چکا ہے۔

'یمن' ایک غریب پڑوسی عرب ملک ہے ، یمنویوں کے سعودیوں سے صدیوں پرانے تعلقات اور رشتے داریاں ہیں ، بجائے گفت و شنید اور 'Dialogue' کے ذریعہ اختلافات کو دور کرنے کے جنگ کو واحد ذریعہ سمجھا گیا جسکا نتیجہ یہ نکلا کے تمام خلیجی ممالک کی افواج طویل بے نتیجہ جنگ سے بیزار آچکی ہیں۔ تہ بند اور بغیر چپّل کے گوریلا لڑائی لڑنے والے' حوثی ' ہر محاذ پر سعودی افواج کو خاک چٹا رہے ہیں۔

خریدے ہوئے اور مستعار ہتھیاروں اور کرائے کے ٹٹوؤں سے بغیر حوصلے اور عزائم کے جنگ ہر گز نہیں جیتی جاسکتی چاہے دنیا کی کتنی دولتمند قوم کیوں نہ ہو۔

دنیاء میں 190 ممالک ہیں ان میں سعودی عربیہ جسکی آبادی 3.5 کروڑ نفوس پر مشتمل ہے دنیا میں عصری اسلحہ خریدنے والا سب سے بڑے ملک کے طور پر ابھرا ہے۔ 2017 میں سعودی عربیہ نے 110 بلین ڈالر کے ہتھیار خریدے تھے اور آئندہ دس برس میں بڑھکر 350 بلین ڈالر کی خریدی کے امریکہ سے معاہدہ کئے گئے ہیں، "Lockheed Martin" کے مطابق امریکہ کے ہتھیاروں کے جملہ فروخت کا 52٪ صرف سعودی عربیہ خریدار بن چکا ہے۔ لوک ہیڈ مارٹن کا کہنا ہیکہ ابھی تک صرف 1.5 بلین ڈالر کے ہتھیار ہی فراہم کئے جاسکے۔ یوروپین ممالک نے یمن کی صورت حال دیکھتے ہوئے سعودی عربیہ اور دوسر خلیجی ممالک کو ہتھیار فروخت کرنا بند کر دیا ہے۔

سعودی عربیہ کو ہمیشہ ہی سے عالم اسلام میں ایک رہبر اور سربراہ کی حیثیت حاصل تھی مسلمانان عالم کے تین مقدس مقامات سے دو یہیں ہیں اور یہ ارض القرآن اور محمد الرسول ﷺ کی سرزمین ہے ۔ گو کہ اسکے قیام میں آل سعود کی خاندانی حکمرانی اس کا مقصد تھا۔ یہ ملک کوئی اسلامی بنیادوں یا مسلمانوں کی دیرینہ مطالبات کی تکمیل پر نہیں تشکیل دیا گیا۔ آل سعود نے ہمیشہ اسلامی تعلیمات کو اوّلین اہمیت دی اور بیشتر غریب مسلم ممالک و اقوام کی اپنے خزانے سے مدد کرتا رہا۔ عالمی طاقتوں کی فرمابرداری اور مسلمانوں کی دلجوئی میں ہمیشہ اپنی توانائیاں توازن بر قرار رکھنے میں لگادیں۔ ملک عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود کے آخری دور سے سعودی عرب کی داخلی اور خارجہ پالیسی میں زبردست تبدیلیاں رونماء ہونے لگیں۔ اور امریکہ و اسرائیل کے ساتھ اپنے گہرے تعلقات انکی خوشنودی کو اولین اہمیت دی جانے لگی۔ اور سعودی عربیہ باضابطہ طور پر عرب و مسلم نواز پالیسی کو مبینہ طور پر تبدیل کرتے ہوئے راست عالمی طاقتوں کی نقصان دہ پالیسی کو اپنانے لگا۔ کراؤن پرنس محمد بن سلمان نے، شام، عراق، مصر و دیگر عرب ممالک کی طرح عربوں سے اسلام کو جدا کرکے مغرب نواز پالیسی کو نافذالعمل کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ قومی روایات کے بر خلاف بداخلاقیوں کے عوامی سطح پر 'Flood Gate' کھول دیئے گئے؛ صرف رقص و میوسیقی، اور ویب کلچر، کے ذریعہ کوئی قوم بھی

ترقی حاصل نہیں کر سکتی۔ اور تمام سعودی قوم کی اپنی مذہبی روایات تھیں انہیں تہس نہس کر کے ایک 21 ویں صدی کا جدید سعودی عربیہ متعارف کروانے اپنی حکومت کی تمام توانائیاں جھونک دیں۔ اور پڑوسی عرب ممالک میں بار بار ایران کی بالواسطہ جنگ میں سعودی عرب کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ عراق میں جہاں 2 ملین سے زیادہ سنّی مسلمانوں کا قتل عام ہوا، جس میں امریکہ راست ملوث تھا، شام میں ایران نے روس کی مدد لیکر ڈیڑھ کروڑ شامی عوام کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا اور لاکھوں عرب معصوم شہریوں کا کئی سال تک قتل عام جاری رکھا ہے۔ ملک شام کو کھنڈر میں تبدیل کر دیا گیا ہے سعودیہ کچھ نہ کر سکا۔ تماشائی بنا بیٹھا رہا۔ شام، عراق، لبنان ہاتھ سے نکل چکے ہیں، ان عرب ممالک پر ایران کا مکمل کنٹرول قائم ہو چکا ہے اسکے علاوہ بعض خلیجی پیٹر و ممالک بھی سعودی پالیسی سے ہٹ کر ایران کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کر لیے ہیں۔

عرب ممالک گذشتہ 4 دہوں سے بڑے پیمانے پر سیاسی ، عسکری ، معاشی ، بحران کا شکار ہیں ایک جانب عرب قیادت کو کچلا گیا تو دوسری جانب اپنے ہی عوام کے خلاف جنگ مسلّط کر کے اپنے اوطانوں کو تباہ و برباد کیا گیا۔ ایسی جنگ اور خانہ جنگیوں نے دنیا کے سامنے عربوں کی شبیہ کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ یہ بات عالمی سطح پر تسلیم شدہ ہو چکی ہے عربوں میں آپسی بغض و عناد قبائلی و علاقائی برتری اور غیر دانشمندانہ سیاسی فیصلے حکمت عملی کے فقدان نے عربوں کو عالمی سطح پر ایک موضوع مذاق بنا دیا ہے۔ 22 عرب مملک میں 35 کروڑ سے زیادہ عربوں کی آبادی ہے جن کے حکمران سلاطین ، شیوخ ، امراء و ڈکٹیٹرس ہمیشہ اپنی 'معراج' عالمی طاقتوں کی غلامی میں سمجھتے رہے۔ عالمی طاقتوں نے عرب ممالک کا گذشتہ ایک صدی سے وقفے وقفے سے جو حشر کر کے رکھ دیا ہے وہ دنیا کے سامنے عیاں ہے۔ عالمی طاقتوں نے انہیں آزادی تو دی لیکن ، فوجی ، معاشی، سفارتی داخلی و خارجہ پالیسی میں یہ اب بھی ان ہی کے مرہون منّت ہے۔ فلسطینی عوام اپنی بقاء کی لڑائی میں بر سر پیکار ہیں اور خلیجی سلاطین نے فلسطین کا اسرائیلیوں کے ہاتھوں سودا کر لیا ہے۔ مصر میں جمہوریت کا گلا گھونٹتے انتخابات میں کامیاب 'محمد مرسی' کی حکومت کو عوام کی مرضی کے خلاف بے دخل کر کے ' فوجی ڈکٹیٹر ' عبد الفتاح سیسی ' کو مسلّط کر دیا گیا۔

عرب عوام کے ساتھ ظالمانہ سلوک ، شیعہ قیادت کو موت کی سزائیں پھر اب سنّی مذہبی پیشواؤں اور علماء کرام بدترین سزائیں جیلوں میں دی جارہی ہیں۔ ایک سال پہلے جمہوریت پسند صحافی جمال خاشوگجی کا اسطنبول میں بے دردانہ قتل کیا گیا۔

ایران کی مذہبی قیادت کے ساتھ انکی عوام ہے، عرب حکمرانوں کے ساتھ عرب عوام نہیں ہے۔ عرب عوام کی بڑی تعداد آج بھی اسلام پسند ہے۔ جو محمد بن سلمان جیسے شہزادوں کو یہ بات پسند نہیں ہے۔ عرب احساسات اور جذبات کی کوئی قدر دانی عرب امراء کے پاس نہیں ہے۔

جنگ میں 'Regional Terrain' جغرافیہ علاقائی صورت حال کا بڑا دخل ہوتا ہے، پہاڑی علاقوں میں دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں ہمیشہ ناکام ہوتی رہی ہیں۔ افغانستان میں 3 صدیوں میں تین سوپر پاور، 19ویں صدی میں برطانیہ کو 20ویں صدی میں روس کو، اور 21ویں صدی میں امریکہ کو شکست فاش سے دوچار ہونا پڑا۔ 'یمن' میں 1964-1962 'مصر' کے جمال عبدالناصر کو بھی 'یمن' میں بدترین شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ پوری مصری 'فوجی ریجیمنٹ' کا حوثیوں نے خاتمہ کر دیا تھا۔ تاریخ سے متحدہ عرب افواج کو سبق لینا چاہیےء تھا۔

صبر تحمل اور دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اگر یہ خلیجی متحدہ افواج بے دریغ پیسہء جنگ میں برباد کرنے کے 'یمن' کی ترقی کا منصوبہ بناتے اور پڑوسی ملک کو ترقی دیتے تو عالمی سطح پر سعودیہ کا نام اونچا ہوتا۔ یہ الزام بجاہیکہ 'ایران' سارے عرب قطعے میں اپنے تسلط کے لیےء طرح طرح سے ہمیں گھیر رہاہے اور ہمارے علاقوں کو اپنے تسلّط میں لے رہاہے۔ یعنی 'ایران' کی عسکری، سیاسی، سفارتی، حکمت عملی عربوں سے زیادہ دانشمندی پر مشتمل ہے۔

بے مقصد عرب جنگ

اگر ہم 'ایران' اور 'عربوں' کی جنگی حکمت عملی کا موازانہ کریں تو پتہ چلے گا کہ 'ایران' کے نصب العین اور عربوں کے جنگی مقاصد میں بہت بڑا فرق ہے۔ 'ایران' عالم اسلام میں سلطنت اہل تشیوع کی توسیع و تسلط کے لیےء ایک بامقصد راست واسطہ و بالواسطہ سرد جنگ

میں اپنے پاسداران انقلاب کے ساتھ لگا ہوا ہے۔'ایران' کے پاس ایک اسلامی مسلکی ایجنڈہ ہے جسکے لیےء وہ اپنے تمام قومی سرمایہ، فوج اور انقلابی کیڈر کو جھونکتا آیا ہے۔جب کے عرب اپنے ملک کی بقاء کے لیےء قومی لڑائی میں لگے ہوئے ہیں جہاں، جہاں انکی علاقائی عصبیت کو دین ومذہب پر فوقیت دی جاتی ہے،لادینی عسکریت انہیں بار بار نقصان سے دوچار کر رہی ہے۔

12 مئی 2019 کو اسرائیل نے شام کے حساس ' Strategic Mountains ' والے علاقے گولان کی پہاڑیوں کو جو 690 مربع کلومیٹر پر محیط ہے امریکہ کے توثیق سے مملکت اسرائیل کے علاقے میں باضابطہ طور پر شامل کرلیےء ہیں۔اسپر شام ،ایران ، نے کچھ اعتراض کیا اور نہ ہی سعودی عربیہ یا متحدہ عرب افواج نے ،امریکہ مسلسل مخالف فلسطین پالیسی اختیار کئے ہوئے ہے،جب اپنا سفارتخانہ امریکہ نے یروشلم منتقل کرنے کا اعلان کیا تو'سعودی عربیہ' نے کھل کر ساتھ دیا۔پہلی مرتبہ عرب بلاک کی جانب سے یہ کہا جانے لگا کہ فلسطین اسرائیل کا داخلی معاملہ ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عرب اور ایران دونوں کی اسرائیل سے کچھ نہ کچھ خفیہء مفاہمت ہوچکی ہے اسکے فوری بعد اسرائیل کے وزیر اعظم 'نیتن یاہو' نے دھمکی دی تھی کہ وہ 'وادی اردن' پر بھی اپنا تسلّط فوری قائم کرنے جارہا ہے۔

عربوں پر عالم اسلام کی ذمّہ داری بھی ہے

خلیجی ممالک جنگ وجدال کے بجائے سلامتی وامن کا راستہ اپناتے ہوتے تو ایران کے خلاف زبردست محاذ تیار کرسکتے ہیں یا گفت وشنید کے ذریعہ انہیں اخوت وبرادری کی بنیاد پر آپسی مخاصمت ودوشمنی ختم کی جاسکتی ہے۔عرب حکمران پہلے یہ سمجھ لیں کے ان پر عرب دنیا کے ساتھ مسلم دنیا کی حفاظت اور ترقی کی ذمّہ داری ہے،عالم اسلام کو چھوڑ کر علیحیدہ کھڑے رہنا اور محض عربیت کی بنیاد پر اپنے آپ کو برتر بنانے یا ظاہر کرنے کا زعم کبھی کامیاب نہ ہوسکے گا۔ورنہ اور بدترین شکست اسی طرح ہوتی رہیں گی۔

سوپر پاور تو یہ ہی چاہیں گے کہ مسلم عربوں کی صدیوں عرب آپس میں خانہ جنگی میں لگے رہیں اور وہ اپنے سلحہ کی بڑے پیانے پر فروخت کو جاری رکھیں، مومنانہ فراست اور حکمت و دانائی اس میں ہیکہ عرب واپس اپنے اصولی مذہب اسلام پر لوٹ آئیں اور امن و سلامتی کے راستہ کو اپنائیں۔

عالمی طاقتوں کی حالیہ تاریخ گواہ ہے جس نے بھی ان پر اعتبار و اعتماد کیا ان اقوام اور ممالک کو تباہ و تاراج کر کے رکھدیا شام سے لیکر افغانستان اور پاکستان، کی حالیہ مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

21 صدی میں ادھار یا خریدے ہوئے ہتھیاروں پر جنگیں ہر گز جیتی نہیں جاسکتی ہیں۔ جنگ وہی جیتے گا جسکے پاس عصری اسلحہ سازی کی صنعت ہو، روبوٹیک اور ڈرون ویپنری اور اسپیس کمانڈ(Robotic & Drone Weaponry with Space Command) سے جنگ لڑی جانے والی ہے اسمیں عرب ممالک کہاں ہونگے۔

ختم شد

بشکریہ روزنامہ اعتماد اردو حیدرآباد' مصنف کے مضامین ملک 20 سے زیادہ روزناموں میں ہر ہفتہ شائع ہوتے رہتے ہیں

NPA DOC NO 0028

DATE OF PUBLICATION: 06/10/2019

TOTAL NO OF WORDS: 2006